خوشگوار زندگی
کے
(12)
اصول

تالیف

ڈاکٹر حافظ محمد اسحاق زاہد حفظہ اللہ





مسلمانوں کی پریشانی دور کرنا
قناعت
علوم نافعہ کا مطالعہ
توکل
ذکرِ الٰہی
دعا
ایمان و عمل
شکر
صبر
توبہ و استغفار
تقویٰ
نماز

تقدیم و نظر ثانی

شیخ ابو عدنان محمد منیر قمر حفظہ اللہ

توحید پبلیکیشنز، بنگلور (انڈیا)

خوشگوار زندگی
کے
12 اصول

تالیف

ڈاکٹر حافظ محمد اسحاق زاہد حفظہ اللہ

تقدیم ونظرثانی

شیخ ابوعدنان محمد منیر قمر حفظہ اللہ

ناشر

توحید پبلیکیشنز، بنگلور (انڈیا)

❖ نام کتاب	خوشگوا زندگی کے ⑫ اصول
❖ افادات	ڈاکٹر حافظ محمد اسحاق زاہد حفظہ اللہ
❖ تقدیم ونظرِثانی	شیخ ابوعدنان محمد منیر قمر حفظہ اللہ
❖ کمپوزنگ	ابومحمد شاہد ستار
❖ طبع اول	۱۴۲۸ھ ، ۲۰۰۷ء
❖ تعداد	۳۰۰۰
❖ ناشر	توحید پبلیکیشنز، بنگلور (انڈیا)

ھندوستان میں ملنے کے پتے

1-چارمینار بک سنٹر
چارمینار روڈ، شیواجی نگر، بنگلور۔۰۵۱ ۵۶۰

2-دار التوعية
اسلامی سی۔ڈیز، کیسیٹس اور بک ہاؤس۔
نمبر:۷، فرسٹ کراس، چارمینار مسجد روڈ
فون:۰۸۰۔۲۵۵۴۹۸۰۴
شیواجی نگر، بنگلور۔۵۶۰۰۵۱

1-Charminar Book Center
Charminar Road, Shivaji Nagar,
BANGALORE-560 051
2.Darul Taueyah
Islamic Cassettes, Cds & Books
House,
Door# 7, Ist Cross
Charminar Masjid Road
SivajiNagar Bangalore-560 051
Tel:080-25549804

Emailto: tawheed_pbs@hotmail.com

فہرستِ مضامین

شمار نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
۱	تقدیم	5
۲	تمہید	7
۳	خوشگوار زندگی کے ⑫ اصول	9
۴	پہلا اصول: ایمان وعمل	9
۵	دوسرا اصول: شکر	13
۶	تیسرا اصول: صبر	15
۷	چوتھا اصول: توبہ واستغفار	17
۸	پانچواں اصول: تقویٰ	19
۹	چھٹا اصول: نماز	22
۱۰	ایک عبرتناک قصہ	23
۱۱	ساتواں اصول: دعا	25
۱۲	پریشانی اور صدمے کے وقت کی دعائیں	30
۱۳	آٹھواں اصول: ذکرِ الٰہی	33
۱۴	نواں اصول: توکّل	35
۱۵	دسواں اصول: فارغ اوقات میں علومِ نافعہ کا مطالعہ	36
۱۶	گیارہواں اصول: قناعت	38
۱۷	بارہواں اصول: مسلمانوں کی پریشانی دور کرنا	39

فرمانِ الٰہی ہے:

﴿ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهُ حَيَاةً طَيِّبَةً وَّلَنَجْزِيَنَّهُمْ أَجْرَهُمْ بِأَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴾ (سورۃ النحل:۹۷)

ترجمہ :

"جو شخص نیک عمل کرے، مرد ہو یا عورت، بشرطیکہ ایمان والا ہو، تو اسے ہم یقیناً بہت ہی اچھی (خوشگوار) زندگی عطا کریں گے، اور ان کے نیک اعمال کا بہتر بدلہ بھی انہیں ضرور دیں گے"۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تقدیم

اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَ نَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ ،وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ أَنْفُسِنَا وَ مِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا، مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهٗ ،وَأَشْهَدُ أَنْ لَّااِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْکَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ. اَمَّابَعْدُ!

قارئینِ کرام ! السلام علیکم ورحمۃ اللہ برکاتہٗ

کامیاب وخوشگوار زندگی ہر کسی کا مطلوب ومقصود ہے اور اس کے گُر سکھلاتے ہوئے کئی لوگ نظر آئیں گے لیکن ان میں سے کوئی کسی مغربی فلاسفر کی باتیں پیش کر رہا ہے، کوئی کسی غیر مسلم مصنّف کے نظریات کا پرچار کرتا ملے گا اور کسی کے پیشِ نظر عام اخلاقیات ہونگی جبکہ ایک مؤمن ومسلمان کی کامیاب وخوشگوار زندگی کے لیۓ وہی اصول وقواعد بنیادی حیثیت رکھتے ہیں جو قرآنِ کریم میں آئے ہیں یا پھر نبیٔ اکرم ﷺ نے بیان فرمائے ہیں۔ اسلام کے ان دو اساسی سرچشموں سے وہ ⑫ اصول وقواعد ہمارے فاضل دوست جناب ڈاکٹر حافظ محمد اسحاق زاہد صاحب (الکویت) نے منتخب کر کے بڑے سہل ومؤثر انداز میں آپ کے سامنے رکھ دیئے ہیں۔ فَجَزَاهُ اللّٰهُ خَيْرًا.

اس میں کوئی شک نہیں کہ ان اصول وقواعد میں سے ہر ایک یا کم از بعض پر طول طویل گفتگو کی جا سکتی ہے جیسا کہ خود مصنّف نے بھی کتاب کی تمہید میں اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے، اسی طرح ان اصول وقواعد کی تعداد میں اضافہ بھی ممکن ہے تاکہ اس موضوع کا قدرے احاطہ ہو جائے لیکن جیسا کہ معروف ہے:

(خَيْرُ الْكَلَامِ مَا قَلَّ وَدَلَّ)

''بہترین بات وہ ہے جومختصر اور مدلّل ہو۔''

زیرِ نظر رسالہ اسی کی بہترین تصویر ہے۔مختصر جامع و مانع اور قرآن وسنت کے دلائل سے مزیّن ہے۔اور کیوں نہ ہوتا جبکہ اس مؤلف جناب ڈاکٹر حافظ محمد اسحاق زاہد صاحب نہ صرف ارکانِ ایمان،ارکانِ اسلام اور جادو کا علاج وغیرہ متعدد کتب کے مصنّف ومترجم ہیں بلکہ کویت میں وسیع پیمانے پر تبلیغی ودعوتی خدمات بھی سرانجام سے رہے ہیں اور ایک داعی ومبلّغ کو عموماً لوگوں کی علمی ضرورت کا احساس ہوتا ہے اور وہ اسے ہی پورا کرنے پر اکتفا کرتا ہے۔اللہ تعالیٰ ان کے اس عمل کو قبول فرمائے،اسے انکے میزانِ حسنات کا حصہ بنائے اور قارئینِ کرام کو ان اصول وقواعد پر عمل پیرا ہوکر اپنی زندگی کو کامیاب وخوشحال اور اپنے شب وروز کو خوشگوار بنانے کی توفیق سے نوازے۔آمین

توحید پبلیکیشنز کے کارپردازان محمد رحمت اللہ خان ایڈووکیٹ اور انجینئر شاہد ستار اور انکے ساتھیوں کو بھی اللہ تعالیٰ جزاء خیر عطا فرمائے کہ تھوڑے سے عرصہ میں ہی انہوں نے درجنوں کتابیں چھاپ کر اپنے قارئین کی خدمت میں پیش کردی ہیں۔اَللّٰھُمَّ زِدْ فَزِدْ.

والسلام وعلیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

۲۵/۱۰/۱۴۲۸ھ　　ابوعدنان محمد منیر قمر نواب الدین

۰۶/۱۱/۲۰۰۷ء　　ترجمان سپریم کورٹ الخبر

وداعیہ متعاون مراکز دعوت وارشاد

الدمام،الظھران،الخبر (سعودی عرب)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تمہید

قارئین کرام ! اللہ تعالیٰ نے تمام انسانوں کو مٹی سے پیدا کیا ہے، اور حضرت آدم علیہ السلام کو سب کا باپ بنایا ہے، اس لحاظ سے سب کی بنیاد تو ایک ہے لیکن کئی اعتبارات سے وہ ایک دوسرے سے مختلف ہوتے ہیں، چنانچہ شکل وصورت کے اعتبار سے وہ ایک دوسرے سے مختلف ہوتے ہیں، اور کم ہی کوئی شخص، دوسرے سے ملتا جلتا ہے، کوئی سفید گورے رنگ کا اور کوئی کالے سیاہ رنگ کا، کوئی چھوٹے قد والا اور کوئی بڑے قد والا...... اسی طرح وہ سب اپنے معاشی حالات کے اعتبار سے بھی ایک دوسرے سے مختلف ہوتے ہیں، کوئی مالدار اور کوئی غریب، کوئی بخیل اور کوئی سخی، کوئی ہر حال میں شکر گذار اور کوئی ہر حال میں حریص ولالچی ...... اسی طرح ایمان وعمل کے اعتبار سے بھی وہ الگ الگ نظریات کے حامل ہوتے ہیں، کوئی مومن اور کوئی کافر، کوئی نیک وپارسا اور کوئی فاسق وفاجر، کوئی باکردار اور بااخلاق اور کوئی بدکردار اور بداخلاق ...... لیکن یہ سب کے سب اپنے احوال میں ایک دوسرے سے مختلف ہونے کے باوجود ایک بات پر متفق نظر آتے ہیں، اور وہ ہے خوشحال زندگی کی تمنا اور آرزو، چنانچہ زندگی کے ہر شعبے سے تعلق رکھنے والے تمام لوگ اس بات کے متمنی نظر آتے ہیں کہ انہیں دنیا میں ایک خوشگوار زندگی نصیب ہو جائے، اور سب کے سب لوگ ایک باوقار اور پرسکون زندگی کے حصول کی خاطر دن رات جد وجہد کرتے ہوئے نظر آتے ہیں، گویا سب کا ہدف تو ایک ہی ہے، البتہ وسائل واسباب مختلف ہیں:

☆ ایک تاجر دن بھر اپنے کاروبار کو وسیع کرنے اور زیادہ سے زیادہ نفع کمانے کیلئے اپنی پوری صلاحیتیں اور توانائیاں کھپا دیتا ہے، اسی طرح وہ مزدور جو صبح سے لیکر شام تک پسینے میں شرابور ہو کر محنت ومزدوری کرتا ہے، دونوں خوشحال اور خوشگوار زندگی کے حصول کیلئے کوشاں ہوتے ہیں!

☆ ایک عبادت گذار، جو اللہ تعالیٰ کے فرائض وواجبات کو پابندی سے ادا کرتا ہے، اور نوافل میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیتا ہے، اسی طرح وہ فاسق وفاجر انسان، جو دن رات اللہ تعالیٰ کی

نافرمانی کرتا ہے دونوں ہی ایسی زندگی کے متمنی ہوتے ہیں جس میں کوئی پریشانی اور کوئی دکھ نہ ہو!

☆ اسی طرح تمام لوگ سعادتمندی اور خوشحالی کو حاصل کرنے کی تمنا لئے تگ ودو میں مصروف رہتے ہیں، کوئی کسی طرح، اور کوئی کسی طرح ......لیکن سوال یہ ہے کہ کیا یہ سعادتمندی ہر ایک کو مل جاتی ہے؟ اور کیا خوشحالی ہر ایک کو نصیب ہو جاتی ہے؟ اور آخر وہ کونسا راستہ ہے جس پر چل کر ہم سب خوشحال وخوشگوار زندگی تک پہنچ سکتے ہیں؟

قارئینِ کرام ! ہم یہی سوال ایک دوسرے انداز سے بھی کر سکتے ہیں، اور وہ اس طرح کہ اس دور میں تقریبا ہر انسان پریشان حال اور سرگرداں نظر آتا ہے، کسی کو روزگار کی پریشانی، کسی کو مالی وکاروباری مشکلات کا سامنا، کسی پر قرضوں کا بوجھ، کسی کو جسمانی بیماریاں چین اور سکھ سے سونے نہیں دیتیں، کسی کو خاندانی لڑائی جھگڑے بے قرار کئے ہوئے ہیں، کسی کو بیوی بچوں کی نافرمانی کا صدمہ، کسی کو دشمن کا خوف اور کسی کو احباء واقرباء کی جدائی کا دکھ ......الغرض تقریبا ہر شخص کسی نہ کسی پریشانی میں مبتلا نظر آتا ہے، اور ظاہر ہے کہ ہر شخص ان دکھوں، صدموں اور پریشانیوں سے نجات بھی حاصل کرنا چاہتا ہے، تو وہ حقیقی وسائل واسباب کونسے ہیں جنھیں اختیار کرنے سے دنیا کی مختلف آزمائشوں سے نجات مل سکتی ہے؟

آپ میں سے ہر شخص یقیناً یہ چاہتا ہوگا کہ اسے ان دونوں سوالوں کے جوابات معلوم ہو جائیں تاکہ وہ ایک خوشحال وباوقار زندگی حاصل کر سکے اور دنیا کی پریشانیوں سے چھٹکارا پا سکے، تو آیئے ہم سب قرآن وسنت کی روشنی میں ان سوالوں کے جوابات معلوم کرتے ہیں۔

قارئینِ کرام ! اس مختصر رسالے میں ہم ایک کامیاب اور خوشحال زندگی کے ⑫ حصول اور پریشانیوں وآزمائشوں سے نجات حاصل کرنے کے چند اصول ذکر کریں گے، اور ہمیں یقینِ کامل ہے اگر ہم ان پر عمل کریں گے تو ضرور بالضرور اپنے مقصود تک پہنچ جائیں گے۔ **اِن شاء اللہ تعالیٰ**

ڈاکٹر حافظ محمد اسحاق زاہد حفظہ اللہ
مرکز دعوۃ الجالیات جلیب الشیوخ (الکویت)

خوشگوار زندگی کے ⑫ اصول

خوشگوار زندگی کے حصول کے متعدد اصول ہیں جن میں سے صرف بارہ ⑫ اصول ہم یہاں آپ کی خدمت میں پیش کررہے ہیں:

پہلا اصول: ایمان وعمل

خوشگوار زندگی کا پہلا اصول ''ایمان وعمل'' ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثَىٰ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهُ حَيَاةً طَيِّبَةً وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ أَجْرَهُمْ بِأَحْسَنِ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴾

(سورة النحل : ۹۷)

''جو شخص نیک عمل کرے، مرد ہو یا عورت، بشرطیکہ ایمان والا ہو، تو اسے ہم یقیناً بہت ہی اچھی زندگی عطا کریں گے، اور ان کے نیک اعمال کا بہتر بدلہ بھی انہیں ضرور دیں گے''۔

اور سورۃ الرعد میں فرمایا:

﴿ اَلَّذِيْنَ آمَنُوْا وَعَمِلُوْا الصَّالِحَاتِ طُوْبىٰ لَهُمْ وَحُسْنُ مَآبٍ ﴾

(سورة الرعد : ۲۹)

''جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کئے، ان کیلئے خوشحالی بھی ہے اور عمدہ ٹھکانا بھی''۔

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے ہر ایسے شخص کو بہت ہی خوشگوار وکامیاب زندگی اور خوشحالی عطا کرنے کا وعدہ فرمایا ہے، جس میں دو شرطیں پائی جاتی ہوں، ایک یہ کہ وہ مومن ہو، اور دوسری یہ کہ وہ عمل صالح کرنے والا، باکردار اور بااخلاق ہو، اور اگر ہم ان دونوں شرطوں کو پورا کردیں تو کوئی وجہ نہیں کہ ہمیں خوشگوار زندگی نصیب نہ ہو، کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے وعدے میں

سچا ہے، اور وہ وعدہ خلافی نہیں کرتا چنانچہ سورۂ آل عمران میں فرمان الٰہی ہے:

﴿ إِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ﴾ (سورۃ آل عمران : ۹)

''یقیناً اللہ تعالیٰ وعدہ خلافی نہیں کرتا''۔

یہ بات ہمیں معلوم ہونی چاہیئے کہ تمام انسانوں کی خیر و بھلائی ایمان اور عملِ صالح میں ہی ہے، اگر انسان سچا مومن ہو اور ایمان کے تقاضوں کو پورا کرنے والا ہو، اور ساتھ باعمل، باکردار اور بااخلاق ہو، اللہ کے فرائض کو پورا کرتا ہو، پانچ نمازوں کا پابند ہو، زکوٰۃ ادا کرتا ہو، رمضان کے فرض روزے بلا عذر شرعی نہ چھوڑتا ہو، والدین اور رشتہ داروں سے حسنِ سلوک کرتا ہو، لین دین میں سچا اور وعدوں کو پورا کرتا ہو، بد دیانتی، دھوکہ اور فراڈ سے اجتناب کرتا ہو، حلال ذرائع سے کماتا ہو، تو اللہ تعالیٰ دنیا میں اسے ہر قسم کی خیر و بھلائی عطا کرتا ہے، اور آخرت میں جنت کی نعمتیں اور اجر و ثواب الگ ہے۔

اس کے برعکس اگر کوئی انسان فاسق و فاجر، بدکردار اور بداخلاق ہو، نہ نمازوں کی پروا کرتا ہو اور نہ زکوٰۃ دیتا ہو، رمضان کے روزے مرضی کے مطابق رکھتا ہو، اور طاقت ہونے کے باوجود حج بیت اللہ کا فریضہ ادا کرنے کیلئے تیار نہ ہو، والدین اور قرابت داروں سے بدسلوکی کرتا ہو، اللہ کے بندوں کے حقوق مارتا ہو، لین دین میں جھوٹ بولتا ہو، دھوکہ دہی کرتا اور بد دیانتی سے کام لیتا ہو، اور حرام ذرائع سے کماتا ہو، تو ایسے انسان کے متعلق ہمیں یقین کر لینا چاہیئے کہ اسے لاکھ کوشش کے باوجود خوشگوار زندگی کبھی نصیب نہیں ہو سکتی، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَمَنْ أَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِي فَإِنَّ لَهُ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَنَحْشُرُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَعْمٰى قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِيْ أَعْمٰى وَقَدْ كُنْتُ بَصِيْرًا قَالَ كَذٰلِكَ أَتَتْكَ آيَاتُنَا فَنَسِيْتَهَا وَكَذٰلِكَ الْيَوْمَ تُنْسٰى ﴾

(سورۃ طٰهٰ : ۱۲۴ تا ۱۲۶)

''اور جو شخص میری یاد سے روگردانی کرے گا وہ دنیا میں یقیناً تنگ حال رہے

گا، اور روزِ قیامت ہم اسے اندھا کر کے اٹھائیں گے، وہ کہے گا: اے میرے رب! تو نے مجھے اندھا کر کے کیوں اٹھایا ہے، دنیا میں تو میں خوب دیکھنے والا تھا؟ اللہ کہے گا: اسی طرح تمھارے پاس میری آیتیں آئی تھیں، تو تم نے انہیں بھلا دیا تھا، اور اسی طرح آج تم بھی بھلا دیئے جاؤ گے''۔

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے خبردار کیا ہے کہ جو شخص میرے دین سے منہ موڑے گا، اور میرے احکامات کی پروانہیں کرے گا، میں دنیا میں اس کی زندگی تنگ حال بنا دوں گا، اور اسے خوشحال زندگی سے محروم کر دونگا، اس کے علاوہ قیامت کے دن میں اسے اندھا کر کے اٹھاؤں گا، وہ مجھ سے اس کی وجہ پوچھے گا تو میں کہوں گا: جیسا تم نے کیا ویسا ہی بدلہ آج تمھیں دیا جارہا ہے، تمھارے پاس میرے احکام آئے، اہلِ علم نے تمھیں میری آیتیں پڑھ پڑھ کر سنائیں، اور میرے نبی ﷺ کی صحیح احادیث کو تمہارے سامنے رکھا، لیکن تم نے ان سب کو پسِ پشت ڈال کر من مانی کی، اور جو تمھارے جی میں آیا، تم نے وہی کیا، اسی طرح آج مجھے بھی تمھاری کوئی پروانہیں۔

قارئینِ کرام ! اگر ہم واقعتاً یہ چاہتے ہیں کہ دنیا میں ہمیں ایک باوقار اور خوشحال زندگی نصیب ہو تو ہمیں دین الٰہی کو مضبوطی سے تھامنا ہوگا، اور من مانی کرنے کی بجائے اللہ تعالیٰ کے احکام پر عمل کرنا ہوگا......

① اللہ کا سب سے بڑا حکم یہ ہے کہ ہم صرف اسی کی عبادت کریں، اور اس میں کسی کو شریک نہ بنائیں، صرف اسی کو پکاریں، صرف اسی کو نفع ونقصان کا مالک سمجھیں، صرف اسی کو داتا، گنج بخش، مددگار، حاجت روا، مشکل کشا اور غوث اعظم تصور کریں، اگر ہم خالصتا اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں گے تو وہ یقیناً ہمیں پاکیزہ اور خوشگوار زندگی نصیب کرے گا، ورنہ وہ لوگ جو اللہ کو چھوڑ کر غیر اللہ کے در پر جبینِ نیاز جھکاتے ہیں، اور غیر اللہ کیلئے نذر و نیاز پیش کرتے ہیں، اور غیر اللہ کو داتا، گنج بخش، غوثِ اعظم، حاجت روا اور مشکل کشا سمجھتے ہیں اور انہی کے سامنے ہاتھ

پھیلاتے ہیں، انہیں دردر کی ٹھوکریں ہی نصیب ہوتی ہیں، اور ذلت وخواری کے سوا کچھ ہاتھ نہیں آتا، جیسا کہ سورۂ حج میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَكَأَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَآءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ أَوْ تَهْوِىْ بِهِ الرِّيْحُ فِىْ مَكَانٍ سَحِيْقٍ ﴾ (سورۂ حج : ۳۱)

''اور جو شخص اللہ کے ساتھ کسی کو شریک بناتا ہے وہ ایسے ہے جیسے آسمان سے گرا ہو، پھر پرندے اسے فضا میں ہی اچک لیں یا تیز ہوا اسے کسی دور دراز جگہ پر پھینک دے''۔

یعنی مشرک کا انجام سوائے تباہی وبربادی کے اور کچھ نہیں۔

(۲) اللہ تعالیٰ کا دوسرا بڑا حکم یہ ہے کہ ہم اس کے محبوب حضرت محمد ﷺ کی اتباع کریں اور آپ ﷺ کی نافرمانی سے بچیں، اگر ہم ایسا کریں گے تو اللہ تعالیٰ ہم سے راضی ہوگا، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی اطاعت کو اپنی اطاعت قرار دیا ہے، اور جب اللہ تعالیٰ راضی ہوگا تو یقیناً وہ ہمیں خوشحال اور باوقار زندگی نصیب کرے گا، اور اگر ہم رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی کریں گے اور آپ ﷺ کی سنت سے منہ موڑ کر دین میں ایجاد کردہ نئے امور (بدعات) پر عمل کریں گے تو دنیا میں ہم پر آزمائشیں ٹوٹ پڑیں گی، اور قیامت کے روز ہمیں نبی کریم ﷺ کے ہاتھوں حوضِ کوثر کے پانی سے اور آپ ﷺ کی شفاعت سے محرومی سے دوچار ہونا پڑے گا، والعیاذ باللہ۔

سورۂ نور میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ أَمْرِهِ أَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيْمٌ ﴾ (سورۂ نور : ۶۳)

''لہٰذا جو لوگ اس (رسول) کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں انہیں اس بات سے ڈرنا چاہیئے کہ وہ کسی مصیبت میں گرفتار نہ ہو جائیں یا انہیں کوئی دردناک عذاب نہ آپہنچے''۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کے احکامات کی خلاف ورزی کرنے والوں کو سخت تنبیہہ کی ہے کہ وہ اپنے اس فعل سے باز آ جائیں، کہیں ایسا نہ ہو کہ اس کی وجہ سے ان پر کوئی آزمائش یا اللہ کا دردناک عذاب آ جائے!

قارئینِ کرام ! کامیاب وخوشگوار زندگی کا جو پہلا اصول ہم نے ذکر کیا ہے، اس کا خلاصہ یہ ہے کہ ایمان اور عمل صالح کی بناء پر ہی ہمیں ایک کامیاب زندگی نصیب ہو سکتی ہے، اور ایمان باللہ کا سب سے بڑا تقاضا یہ ہے کہ ہم عقیدۂ توحید پر قائم ودائم رہیں، جبکہ ایمان بالرسل کا ایک لازمی تقاضا یہ ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی اطاعت وفرمانبرداری کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنائیں اور آپ ﷺ کے اسوۂ حسنہ کی روشنی میں زندگی بسر کریں، اس طرح دنیا کے دکھوں اور صدموں سے ہمیں چھٹکارا ملے گا، اور ہماری زندگی کامیابی کی راہ پر گامزن ہو جائے گی۔

دوسرا اصول: شکر

کامیاب وخوشحال زندگی کے حصول اور پریشانیوں سے نجات کا دوسرا اصول یہ ہے کہ ہم میں سے ہر انسان اللہ تعالیٰ کی بے شمار وان گنت نعمتوں پر شکر گذار ہو، کیونکہ جب ہم اس کی نعمتوں پر شکر بجا لائیں گے تو اللہ تعالیٰ ہمیں اور زیادہ نعمتوں سے نوازے گا۔ سورۂ ابراہیم میں فرمان الٰہی ہے:

﴿ وَإِذْ تَـأَذَّنَ رَبُّـكُمْ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيْدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ إِنَّ عَذَابِىْ لَشَدِيْدٌ ﴾ (سورۂ ابراهيم:۷)

’’اور یاد رکھو! تمھارے رب نے خبردار کر دیا تھا کہ اگر شکر گذار بنو گے تو میں تمھیں اور زیادہ نوازوں گا، اور اگر ناشکری کرو گے تو پھر میری سزا بھی بہت سخت ہے‘‘۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے شکر گذار بندوں کو اور زیادہ نعمتوں سے نوازنے کا

وعدہ فرمایا ہے، اس سے معلوم ہوا کہ اگر موجودہ نعمتوں پر اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کیا جائے، اور انہیں اس کی اطاعت میں کھپایا جائے تو نہ صرف وہ نعمتیں بحال رہتی ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ مزید نعمتیں عطا کرتا ہے، اور اپنے شکر گذار بندوں کی زندگی کو خوشحال بنا دیتا ہے، اور اس کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ نے ناشکری کرنے والوں کو سخت تنبیہ بھی کی ہے کہ وہ ان کی ناشکری کی بناء پر ان سے موجودہ نعمتوں کو چھین کر انہیں مصائب وآفات میں گرفتار بھی کر سکتا ہے. والعیاذ باللہ

نیز سورۃ النسآء میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿ مَا يَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ إِنْ شَكَرْتُمْ وَآمَنْتُمْ وَكَانَ اللّٰهُ شَاكِرًا عَلِيمًا﴾ (سورة النسآء : ١٤٧)

"اگر تم لوگ (اللہ کا) شکر ادا کرو، اور (خلوص نیت سے) ایمان لے آؤ، تو اللہ کو کیا پڑی ہے کہ وہ تمھیں عذاب دے! جبکہ اللہ تو بڑا قدر دان اور سب کچھ جاننے والا ہے"۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ بندہ اگر سچا مومن اور اللہ تعالیٰ کا شکر گذار ہو تو اللہ تعالیٰ خواہ مخواہ اسے آزمائش میں مبتلا نہیں کرتا، بلکہ وہ تو قدر دان ہے اور اپنے بندوں کے جذباتِ تشکر کو دیکھ کر انہیں اور زیادہ عطا کرتا ہے۔

یاد رہے کہ شکر، دل اور زبان سے ادا کرنے کے ساتھ ساتھ عملی طور پر بھی بجا لانا ضروری ہے، اور سچا شاکر وہ ہوتا ہے جس پر اللہ تعالیٰ احسانات کرتا ہے تو وہ اس کی پہلے سے بھی زیادہ اطاعت وفرمانبرداری کرتا ہے، اور وہ جتنا اسے اپنے فضل سے نوازتا ہے اتنا ہی اس کے جذباتِ محبت واطاعت زیادہ جوش میں آتے ہیں اور وہ ہر طرح سے ان کے شکر کا اظہار کرنے لگتا ہے، جیسا صحیح بخاری ومسلم میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ رات کو اتنا لمبا قیام کیا کرتے کہ آپ ﷺ کے پاؤں پر ورم آجاتا، اور جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پوچھتیں کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ ﷺ کی تو اللہ تعالیٰ نے اگلی پچھلی تمام خطائیں معاف فرما دی ہیں، پھر آپ ﷺ اتنی مشقت کیوں اٹھاتے ہیں؟ تو آپ ﷺ فرماتے:

((اَفَلَا اُحِبُّ اَنْ اَکُوْنَ عَبْداً شَکُوْراً؟))

(بخاری:۴۸۳۷، مسلم:۲۸۲۰)

''کیا میں اللہ تعالیٰ کا شکر گذار بندہ نہ بنوں؟''

تیسرا اصول: صبر

دنیا میں سعادتمندی اور خوشحالی کے حصول کا تیسرا اصول صبر ہے، یعنی کسی بندۂ مومن کو جب کوئی پریشانی یا تکلیف پہنچے تو وہ اسے برداشت کرے، اس پر صبر وتحمل کا مظاہرہ کرے، اور اسے اللہ تعالیٰ کی تقدیر سمجھ کر اس پر اپنی رضامندی کا اظہار کرے، اور اس پر اللہ تعالیٰ سے اجر وثواب کا طالب ہو، یوں اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہوگا، اور اس کے گناہوں کو مٹا کر اسے اطمینانِ قلب نصیب کرے گا.

ہمیں یہ بات معلوم ہونی چاہئیے کہ دنیا میں ہر مومن کے مقدر میں اللہ تعالیٰ نے کوئی نہ کوئی آزمائش لکھ رکھی ہے جیسا کہ سورۃ البقرہ میں فرمانِ الٰہی ہے:

﴿وَلَنَبْلُوَنَّکُمْ بِشَیْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَنْفُسِ وَالثَّمَرَاتِ وَبَشِّرِ الصَّابِرِیْنَ o الَّذِیْنَ إِذَا أَصَابَتْھُمْ مُّصِیْبَةٌ قَالُوْا إِنَّا لِلّٰہِ وَإِنَّا إِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ o أُولٰئِکَ عَلَیْھِمْ صَلَوَاتٌ مِّنْ رَّبِّھِمْ وَرَحْمَةٌ وَّأُولٰئِکَ ھُمُ الْمُھْتَدُوْنَ o﴾ (سورۂ بقرہ :۱۵۵ تا ۱۵۷)

''اور ہم تمھیں ضرور آزمائیں گے، کچھ خوف وہراس اور بھوک سے، اور مال وجان اور پھلوں میں کمی سے، اور آپ (اے میرے نبی) صبر کرنے والوں کو خوشخبری دے دیجیئے، جنھیں جب کوئی مصیبت لاحق ہوتی ہے تو وہ کہتے ہیں: ہم یقیناً اللہ ہی کے ہیں اور ہمیں اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے، ایسے ہی لوگوں پر اللہ تعالیٰ کی نوازشیں اور رحمت ہوتی ہے، اور یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں''۔

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے آزمائشوں میں صبر کرنے والوں کو خوشخبری دی ہے کہ ان پر اس کی نوازشیں ہوتی ہیں اور وہ رحمتِ الٰہی کے مستحق ہوتے ہیں، گویا صبر وہ چیز ہے کہ جس سے اللہ تعالیٰ صبر کرنے والے کی زندگی کو خوشحال بنادیتا ہے، اور اسے اپنے فضل وکرم سے نوازتا ہے۔

آزمائش کوئی بھی ہو، چھوٹی ہو یا بڑی، جسمانی ہو یا ذہنی، ہر قسم کی آزمائش مومن کیلئے باعثِ خیر ہی ہوتی ہے، جیسا کہ صحیح بخاری ومسلم میں رسولِ اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

((مَا يُصِيبُ الْمُسْلِمَ مِنْ نَصَبٍ وَلَا وَصَبٍ ، وَلَا هَمٍّ وَلَا حَزَنٍ ، وَلَا أَذًى وَلَا غَمٍّ ، حَتّٰى الشَّوْكَةِ الَّتِيْ يُشَاكُهَا ، إِلَّا كَفَّرَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ خَطَايَاهُ)) (البخاری: ۵٦۴۲ ، مسلم : ۲۵۷۳)

''مسلمان کو جب تھکاوٹ یا بیماری لاحق ہوتی ہے، یا وہ حزن وملال اور تکلیف سے دوچار ہوتا ہے، حتی کہ اگر اسے ایک کانٹا بھی چبھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلے اس کے گناہوں کو مٹادیتا ہے''۔

اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

﴿ مَا مِنْ مُسْلِمٍ يُصِيبُهُ أَذًى إِلَّا حَاتَّ اللّٰهُ عَنْهُ خَطَايَاهُ كَمَا تَحَاتُّ وَرَقُ الشَّجَرِ﴾ (البخاری: ۵٦۴۷ ، مسلم : ۲۵۷۱)

''جب کسی مسلمان کو کوئی اذیت (تکلیف) پہنچتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو اس طرح گرادیتا ہے جس طرح درخت کے پتے گرتے ہیں''۔

قارئین کرام ! ان احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ چھوٹی سے چھوٹی تکلیف اور ادنیٰ ترین آزمائش پر، حتی کہ ایک کانٹا چبھنے پر بھی اللہ تعالیٰ بندۂ مومن کے گناہوں کو مٹادیتا ہے، بشرطیکہ وہ صبر وتحمل کا دامن نہ چھوڑے، اور ہر آزمائش میں اللہ تعالیٰ کی تقدیر پر راضی ہوجائے.

یہ بات بھی آپ کو معلوم ہونی چاہیئے کہ کسی بندۂ مومن میں جب یہ دونوں صفات (صبر وشکر) جمع ہوجائیں، تو اسے گویا خیرِ کثیر نصیب ہوگئی، صحیح مسلم میں رسولِ اکرم ﷺ کا

ارشاد گرامی ہے:

((عَجَبًا لِأَمْرِ الْمُؤْمِنِ ، إِنَّ أَمْرَهُ كُلَّهُ خَيْرٌ ، وَلَيْسَ ذٰلِكَ لِأَحَدٍ إِلَّا لِلْمُؤْمِنِ : إِنْ أَصَابَتْهُ سَرَّاءُ شَكَرَ فَكَانَ خَيْرًا لَّهُ ، وَإِنْ أَصَابَتْهُ ضَرَّاءُ صَبَرَ فَكَانَ خَيْرًا لَّهُ)) (مسلم:۲۹۹۹)

''مومن کا معاملہ بڑا عجیب ہے، اور اس کا ہر معاملہ یقیناً اس کیلئے خیر کا باعث ہوتا ہے، اور یہ خوبی سوائے مومن کے اور کسی کو نصیب نہیں ہوتی، اگر اسے کوئی خوشی پہنچے تو وہ شکر ادا کرتا ہے، تو وہ اس کیلئے خیر کا باعث بن جاتی ہے، اور اگر اسے کوئی غمی پہنچے تو وہ صبر کرتا ہے، اور یوں وہ بھی اس کیلئے باعثِ خیر بن جاتی ہے''۔

چوتھا اصول: توبہ واستغفار

انسان پر جو مصیبت آتی ہے، چاہے جسمانی بیماری کی صورت میں ہو، یا ذہنی اور روحانی اذیت کی شکل میں، چاہے کاروباری پریشانی ہو یا خاندانی لڑائی جھگڑوں کا دکھ اور صدمہ ہو۔ ہر قسم کی مصیبت اس کے اپنے گناہوں کی وجہ سے آتی ہے، اس لیئے اسے اس سے نجات پانے کیلئے فوراً سچی توبہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے معافی مانگنی چاہیئے، کیونکہ اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں سے محبت کرتا ہے، اور اس کی پریشانیوں اور مصیبتوں کا ازالہ کر کے اسے خوشحال بنا دیتا ہے چنانچہ سورۃ الشوریٰ میں فرمان الٰہی ہے:

﴿ وَمَا أَصَابَكُم مِّن مُّصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ وَيَعْفُو عَن كَثِيرٍ ﴾ (سورۂ شوریٰ : ۳۰)

''اور تمھیں جو مصیبت بھی آتی ہے تمھارے اپنے کرتوتوں کے سبب سے آتی ہے، اور وہ تمھارے بہت سارے گناہوں سے درگذر بھی کر جاتا ہے''۔

اسی طرح سورۂ بقرہ میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ فَأَنْزَلْنَا عَلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ﴾ (سورۂ بقرۃ : ۵۹)

"پھر ہم نے ان لوگوں پر آسمان سے ان کے گناہوں کے سبب عذاب نازل کیا جنھوں نے ظلم کیا"۔

اور توبہ واستغفار کے فوائد بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سورۂ نوح میں فرماتا ہے:

﴿فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ إِنَّهُ كَانَ غَفَّارًا o يُّرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا o وَّيُمْدِدْكُمْ بِأَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ جَنَّاتٍ وَّيَجْعَلْ لَّكُمْ أَنْهَارًا﴾ (سورۂ نوح : ۱۰ تا ۱۲)

"پس میں (نوح نے) کہا: تم سب اپنے رب سے معافی مانگ لو، بلا شبہ وہ بڑا معاف کرنے والا ہے، وہ تم پر آسمان سے خوب بارشیں برسائے گا، اور مال اور بیٹوں سے تمھاری مدد کرے گا، اور تمھارے لیۓ باغات پیدا کرے گا، اور نہریں جاری کردے گا"۔

ان آیات میں استغفار کے جو فوائد ذکر کیۓ گئے ہیں (موسلا دھار بارشیں، مال واولاد سے مدد، باغات اور نہریں) یہ سب چیزیں دراصل انسانوں کی خوشحالی وسعادتمندی کی علامت ہوتی ہیں، اور یہ استغفار ہی سے نصیب ہوتی ہیں۔

اسی طرح سورۂ انفال میں ارشاد فرمایا:

﴿ وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ﴾ (سورۂ انفال : ۳۳)

"اور اللہ تعالیٰ انہیں اس حال میں عذاب نہیں دیتا کہ وہ استغفار کررہے ہوں"۔

نیز سورۂ ھود میں فرمایا:

﴿ وَأَنِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْا إِلَيْهِ يُمَتِّعْكُمْ مَّتَاعًا حَسَنًا إِلٰى

أَجَلٍ مُّسَمًّى وَّيُؤْتِ كُلَّ ذِىْ فَضْلٍ فَضْلَهٗ وَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنِّىٓ أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ كَبِيْرٍ ﴾ (سورۂ ہود : ۳)

''اور یہ کہ تم اپنے رب سے مغفرت طلب کرو، پھر اس کی جناب میں توبہ کرو، وہ تمہیں ایک محدود وقت (موت) تک عمدہ عیش وآرام کا فائدہ نصیب کرے گا، اور ہر کارِ خیر کرنے والے کو اس کا اجروثواب دے گا، اور اگر تم منہ پھیرلو گے تو مجھے اندیشہ ہے کہ تمہیں بڑے دن (روزِ قیامت) کے عذاب کا سامنا کرنا پڑے گا''۔

پانچواں اصول: تقویٰ

تقویٰ دنیا کے دکھوں، تکلیفوں اور پریشانیوں سے نجات پانے کیلئے، اور خصوصاً ان لوگوں کیلئے ایک نسخۂ کیمیا ہے جو بے روزگاری، غربت اور قرضوں کی وجہ سے انتہائی پریشان حال اور سرگرداں رہتے ہوں، اور تقویٰ سے مراد ہے اللہ تعالیٰ سے ایسا خوف کھانا جو بندے کو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور حرام کام سے روک دے، اور جب کسی انسان کے دل میں اللہ تعالیٰ کا ایسا ڈروخوف پیدا ہو جاتا ہے کہ جس کی وجہ سے وہ پرہیزگار بن جاتا ہے اور تمام حرام کاموں سے اجتناب کرنے لگ جاتا ہے تو اس سے سورۂ طلاق میں اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ ہے:

﴿ وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ﴾

(سورۂ طلاق : ۲،۳)

''اور جو شخص اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے، اللہ اس کیلئے مشکلات سے نکلنے کی کوئی نہ کوئی راہ پیدا کر دیتا ہے، اور اسے ایسی جگہ سے رزق دیتا ہے جہاں سے اسے وہم وگمان بھی نہیں ہوتا''۔

اور اگلی آیت میں فرمایا:

﴿ وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ أَمْرِهٖ يُسْرًا ﴾ (سورۂ طلاق : ۴)

''اور جو شخص اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے، اللہ اس کیلئے اس کے کام میں آسانی پیدا کر دیتا ہے''۔

نیز سورۃ الأعراف میں فرمایا:

﴿ وَلَوْ أَنَّ أَهْلَ الْقُرٰى آمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَرَكَاتٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْأَرْضِ ﴾ (سورة الأعراف : ۹۶)

''اور اگر یہ بستیوں والے ایمان لاتے اور اللہ کی نافرمانی سے بچتے تو ہم ان پر آسمان اور زمین کی برکات (کے دروازے) کھول دیتے''۔

قارئین کرام ! ان تمام آیات میں خوشحالی اور کامیاب زندگی کے حصول کیلئے ایک عظیم اصول متعین کر دیا گیا ہے، اور وہ ہے اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہوئے اس کی نافرمانی سے اجتناب کرنا، کیونکہ ایسا کرنے سے اللہ تعالیٰ بندۂ مومن کیلئے ہر قسم کی پریشانی سے نکلنے کا راستہ بنا دیتا ہے، اور اس کے ہر ہر کام کو آسان کر دیتا ہے، اور اوپر نیچے سے اس کیلئے رزق کے دروازے کھول دیتا ہے۔

اب آیئے ذرا اس اصول کی روشنی میں ہم اپنی حالت کا جائزہ لے لیں ...... ایک طرف تو ہم خوشحال اور کامیاب زندگی کی تمنا رکھتے ہیں، اور دوسری طرف اللہ تعالیٰ کی نافرمانیاں بھی کرتے رہتے ہیں، مثلاً نمازوں میں سستی اور غفلت، جھوٹ، غیبت، چغل خوری، سودی لین دین، والدین اور قرابت داروں سے بدسلوکی، فلم بینی، اور گانے سننا وغیرہ...... بھلا بتلایئے کیا ایسی حالت میں خوشحالی وسعادتمندی نصیب ہو سکتی ہے؟ اور کیا اس طرح پریشانیوں کا ازالہ ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔

ہمیں یہ بات یاد رکھنی چاہئیے کہ نافرمانیوں کی موجودگی میں خوشحالی کا نصیب ہونا تو دور کی بات ہے، موجودہ نعمتوں کے چھن جانے کا بھی خطرہ ہوتا ہے، اور اس کی واضح دلیل

حضرت آدم علیہ السلام اوران کی بیوی حضرت حواء علیہا السلام کا قصہ ہے، اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کو جنت کی ہر نعمت وآسائش سے لطف اندوز ہونے کی اجازت دی، اور محض ایک چیز سے منع کر دیا کہ تم نے اس درخت کے قریب نہیں جانا، لیکن شیطان کے پھسلانے پر جب انہوں نے اس درخت کے پھل کو چکھا تو اللہ تعالیٰ نے جنت کی ساری نعمتوں سے محروم کر کے انہیں زمین پر اتار دیا......تو ان کی ایک غلطی جنت کی ساری نعمتوں سے محرومی کا سبب بن گئی، اور آج ہم کئی گناہ کرتے ہیں اور پھر بھی ہم خوشحالی کے متمنی ہوتے ہیں!! یہ یقینی طور پر ہماری غلط فہمی ہے، اور اگر ہم واقعتاً ایک خوشحال زندگی بسر کرنا چاہتے ہیں تو ہمیں اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں سے قطعی اجتناب کرنا ہوگا۔

اسی طرح ابلیس کا قصہ ہے، اللہ تعالیٰ نے اسے حضرت آدم علیہ السلام کے سامنے سجدہ ریز ہونے کا حکم دیا، لیکن اس نے تکبر کرتے ہوئے سجدہ ریز ہونے سے انکار کر دیا، پھر نتیجہ کیا نکلا؟ اللہ تعالیٰ نے اسے ہمیشہ کیلئے ملعون قرار دے دیا...... یہ صرف ایک سجدہ چھوڑنے کی سزا تھی، اور آج بہت سارے مسلمان کئی سجدے چھوڑ دیتے ہیں، پانچ وقت کی فرض نمازوں میں من مانی کرتے ہیں، تو کیا اس طرح ان کی زندگی کامرانیوں سے ہمکنار ہو جائے گی؟ ع

ایں خیال است ومحال است وجنوں

اس کے برعکس ستم بالائے ستم یہ ہے کہ آج بہت سارے لوگ کئی برائیوں کو برائیاں ہی تصور نہیں کرتے، اور بلا خوف وتردد ان کا ارتکاب کرتے ہیں، لہذا ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم اپنے گریبان میں منہ ڈال کر سنجیدگی سے اپنا جائزہ لیں، اور اپنی اصلاح کرنے کی کوشش کریں، جب ہم خود اپنی اصلاح کریں گے اور اپنے دامن کو اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں سے بچائیں گے تو یقیناً اللہ تعالیٰ بھی ہماری حالت پہ رحم فرمائے گا، اور ہمیں خوشحال زندگی نصیب کرے گا۔

صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ تابعین رحمہم اللہ علیہم کو مخاطب کر کے کہا کرتے تھے:

(إِنَّكُمْ لَتَعْمَلُوْنَ أَعْمَالاً هِيَ أَدَقُّ فِيْ أَعْيُنِكُمْ مِنَ الشَّعْرِ ، إِنْ كُنَّا

لَنَعُدُّهَا عَلٰی عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ الْمُوبِقَاتِ)(البخاری . الرقاق باب ما یتقی من محقرات الذنوب : ٦٤٩٢)

''آج تم ایسے ایسے عمل کرتے ہو جو تمھاری نگاہوں میں بال سے زیادہ باریک (بہت چھوٹے) ہیں، جبکہ ہم انہیں رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ہلاک کرنے والے گناہ شمار کرتے تھے''۔

یہ تابعین رحمۃ اللہ علیہم کے دور کی بات ہے، جو کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے دور کے بعد بہترین دور تھا، اور آج ہمارے دور میں اللہ جانے کیا کچھ ہوتا ہے، بس اللہ کی پناہ!

چھٹا اصول: نماز

کامیاب اور خوشحال زندگی کے حصول کا چھٹا اصول ''نماز'' ہے، جو کہ اللہ تعالیٰ کا تقرب حاصل کرنے کا بہترین ذریعہ ہے صحیح مسلم شریف میں رسولِ اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

﴿ أَقْرَبُ مَا يَكُوْنُ الْعَبْدُ مِنْ رَبِّهِ وَهُوَ سَاجِدٌ فَأَكْثِرُوا الدُّعَاءَ ﴾

(مسلم : ٤٨٢)

''بندہ اپنے رب کے سب سے زیادہ قریب سجدے کی حالت میں ہوتا ہے، لہٰذا تم (سجدے کی حالت میں) زیادہ دعا کیا کرو''۔

جب بندہ اپنے رب کے قریب ہو جاتا ہے، تب وہ جو چاہے اس سے طلب کر سکتا ہے، اور اسی لیئے اللہ تعالیٰ نے نماز کے ذریعے مدد طلب کرنے کا حکم دیا ہے، سورۂ بقرہ میں فرمانِ الٰہی ہے:

﴿ يَاۤأَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ إِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصَّابِرِيْنَ ﴾ (سورة البقرة : ١٥٣)

''اے ایمان والو! (جب کوئی مشکل درپیش ہو تو) صبر اور نماز کے ذریعے مدد طلب کرو، یقیناً اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے''۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اہلِ ایمان کو مخاطب کرتے ہوئے حکم دیا ہے کہ وہ ہر قسم کی مشکل اور پریشانی کے ازالے کیلئے صبر اور نماز کے ذریعے اس سے مدد طلب کریں، اس سے یہ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ صبر کرنے والے اور نماز پڑھنے والے بندۂ مومن کی مدد فرماتا ہے، اور اسے تمام مشکلات سے نجات دیتا ہے، گویا نماز دکھوں اور صدموں کا مداوا ہے، نماز ادا کرنے سے دلوں کو اطمینان نصیب ہوتا ہے، اور غموں کا بوجھ ہلکا ہوتا ہے، اسی لیۓ مسند احمد وسنن نسائی میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((...... وَجُعِلَتْ قُرَّةُ عَيْنِيْ فِي الصَّلٰوةِ)) (احمد، نسائی، صحیح الجامع للألبانی : ۳۱۲۴)

''میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں رکھی گئی ہے''۔

ایک عبرتناک قصہ

حافظ ابن عساکرؒ نے تاریخِ دمشق میں ذکر کیا ہے کہ ایک فقیر آدمی اپنے خچر پر لوگوں کو لاد کر دمشق سے زیدانی تک پہنچاتا اور اس پر کرایہ وصول کرتا تھا، اس نے اپنا ایک قصہ بیان کیا کہ ایک مرتبہ میرے ساتھ ایک شخص سوار ہوا، وہ راستے میں مجھ سے کہنے لگا: یہ راستہ چھوڑ دو، اور اُس راستے سے چلو، کیونکہ اس سے ہم اپنی منزلِ مقصود تک جلدی پہنچ جائیں گے، میں نے کہا: نہیں، میں وہ راستہ نہیں جانتا، اور یہی راستہ زیادہ قریب ہے، اس نے کہا: وہ زیادہ قریب ہے، اور تمھیں اسی سے جانا ہوگا، چنانچہ ہم اسی راستے پر چل پڑے، آگے جا کر ایک دشوار گذار راستہ آ گیا جو ایک گہری وادی سے گزرتا تھا، اور وہاں بہت ساری لاشیں پڑی ہوئی تھیں، اس نے کہا: یہاں رک جاؤ، میں رک گیا، وہ نیچے اترا، اور اترتے ہی چھری سے مجھ پر حملہ آور ہوا، میں بھاگ اٹھا، میں آگے آگے اور وہ میرے پیچھے پیچھے، آخر کار میں نے اسے اللہ کی قسم دے کر کہا: خچر اور اس پر لدا ہوا میرا سامان تم لے لو اور میری جان بخش دو، اس نے کہا: وہ تو میرا ہے

ہی، اور میں تمھیں قتل کر کے ہی دم لوں گا، میں نے اسے اللہ تعالیٰ سے ڈرایا، اور قتل کی سزا یاد دلائی، لیکن اس نے میری ایک بھی نہ سنی، چنانچہ میں نے اس کے سامنے رک کر کہا: مجھے صرف دو رکعت نماز پڑھنے کی مہلت دے دو، اس نے کہا: ٹھیک ہے جلدی پڑھ لو، میں نے قبلہ رخ ہو کر نماز شروع کر دی، لیکن میں اس قدر خوفزدہ تھا کہ میری زبان پر قرآن مجید کا ایک حرف بھی نہیں آرہا تھا، اور اُدھر وہ بار بار کہہ رہا تھا: اپنی نماز جلدی ختم کرو، میں انتہائی حیران و پریشان تھا، آخر کار اللہ تعالیٰ نے میری زبان پر قرآن مجید، سورۂ نمل کی یہ آیت جاری کر دی:

﴿أَمَّنْ يُّجِيبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوْٓءَ﴾

(سورۂ نمل: ٦٢)

''بھلا کون ہے جو لاچار کی فریاد رسی کرتا ہے جب وہ اسے پکارتا ہے، اور اس کی تکلیف کو دور کر دیتا ہے''!

پھر میں نے اچانک دیکھا کہ ایک گھوڑ سوار ہاتھ میں نیزہ لیئے وادی کے منہ سے نمودار ہو رہا ہے، اس نے آتے ہی وہ نیزہ اس شخص کو دے مارا جو مجھے قتل کرنے کے درپے تھا، نیزہ اس کے دل میں پیوست ہو گیا اور وہ مر گیا، میں نے گھوڑ سوار کو اللہ کا واسطہ دے کر پوچھا: تم کون ہو؟ اس نے کہا: ''مجھے اس نے بھیجا ہے جو لاچار کی فریاد رسی کرتا ہے اور اس کی تکلیف کو دور کر دیتا ہے''۔ پھر میں نے اپنا بغل پکڑا اور اپنا ساز و سامان اٹھا کر سلامتی سے واپس لوٹ آیا۔ ①

قارئینِ کرام! یہ قصہ اس بات کی دلیل ہے کہ بندۂ مومن جب نماز کے ذریعے اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرتا ہے تو وہ اس کی مدد ضرور کرتا ہے، اور مشکل کے وقت اسے بے یار و مددگار نہیں چھوڑتا ...... یاد رہے کہ نمازوں میں سب سے پہلے فرض نمازوں کا اہتمام کرنا

---

① امام ابنِ عساکرؒ نے تاریخ دمشق میں یہ واقعہ ابوبکر محمد بن داؤد دینوری المعروف الدقی الصوفی سے نقل کیا ہے دیکھیئے تفسیر ابن کثیر ۳/ ۳۱۸ جبکہ دارالسلام الریاض کی مطبوعہ تہذیب ابن کثیر میں اسے قلم زد کر دیا گیا ہے (دیکھیئے: المصباح المنیر فی تہذیب ابن کثیر ص ۱۰۰۵) (ابوعدنان)

ضروری ہے جو کہ دین کا ستون ہیں، اس کے بعد سنت اور نفل نماز، خصوصاً فرائض سے ماقبل اور مابعد سنتیں، اور پھر تہجد کی نماز......نمازِ تہجد کے دیگر فوائد کے علاوہ اس کا ایک عظیم فائدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تہجد گذار کو جسمانی بیماریوں سے شفا نصیب کرتا ہے، لہذا وہ لوگ جو علاج کر کر کے تھک چکے ہوں انہیں یہ نبوی علاج ضرور کرنا چاہیئے۔ مسند احمد و ترمذی میں رسول اللہ ﷺ کا ارشادگرامی ہے:

((عَلَيْكُمْ بِقِيَامِ اللَّيْلِ ، فَإِنَّهُ دَأْبُ الصَّالِحِيْنَ قَبْلَكُمْ ، وَهُوَ قُرْبَةٌ إِلٰى رَبِّكُمْ ، وَمُكَفِّرٌ لِلسَّيِّئَاتِ ، وَمَنْهَاةٌ لِلْآثَامِ ، وَمَطْرَدَةٌ لِلدَّاءِ عَنِ الْجَسَدِ))(احمد والترمذی، صحیح الجامع للألبانی : ۴۰۷۹)

''تم رات کا قیام ضرور کیا کرو، کیونکہ یہ تم سے پہلے صلحاء کی عادت تھی، اور رات کا قیام اللہ کے قریب کرتا ہے، اور گناہوں سے بچاتا ہے، اور برائیوں کو مٹاتا ہے، اور جسمانی بیماری کو دور کرتا ہے''۔

قارئینِ کرام ! خلاصہ یہ ہے کہ جب آپ کی طبیعت میں پریشانیوں، دکھوں اور صدموں کی وجہ سے تکدر آ جائے، اور آپ سخت بے چین ہوں، تو وضو کر کے بارگاہِ الٰہی میں آ جائیں اور ہاتھ باندھ کر اس سے مناجات شروع کر دیں، اور پھر بادشاہوں کے بادشاہ اور رحمان ورحیم ذات کے سامنے جھک کر اپنے گناہوں پر ندامت وشرمندگی کا اظہار کریں، اس کے بعد اس سے مشکلات کے ازالے کا سوال کریں، یقیناً آپ کی بے چینی ختم ہو جائے گی، سکون واطمینان نصیب ہو گا اور اللہ تعالیٰ آپ کو خوشحال بنا دے گا۔

ساتواں اصول: دعا

کامیاب اور خوشحال زندگی کے حصول کا ساتواں اصول ''دعا '' ہے، یعنی اللہ تعالیٰ سے خوشحالی کا، اور مشکلات، غموں اور صدموں سے نجات پانے کا سوال کرنا، کیونکہ خوشحالی کے

تمام خزانوں کی چابیاں اللہ رب العزت ہی کے پاس ہیں، اور مصائب وآلام سے نجات دینے والا اس کے سوا اور کوئی نہیں، اور بندۂ مومن جب اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتا ہے تو اللہ تعالیٰ کو شرم آتی ہے کہ وہ انہیں خالی لٹا دے، جیسا کہ سنن ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ، مسند احمد اور مستدرک حاکم کی صحیح حدیث سے ثابت ہے۔ چنانچہ حضرت سلمان الفارسی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((إِنَّ اللّٰهَ حَيِيٌّ كَرِيمٌ ، يَسْتَحْيِي إِذَا رَفَعَ الرَّجُلُ إِلَيْهِ يَدَيْهِ أَنْ يَرُدَّهُمَا صِفْرًا خَائِبَتَيْنِ))(ترمذی: ۳۵۵۶، ابو داؤد : ۱۴۸۸، ابن ماجه : ۳۸۶۵. وصححه الألباني في صحيح الجامع، حديث: ۱۷۵۷ وصحيح الترغيب والترهيب، حديث: ۱۶۳۵)

''بے شک اللہ تعالیٰ حیا کرنے والا اور نہایت مہربان ہے، اور کوئی آدمی جب اس کی طرف ہاتھ بلند کرتا ہے تو اسے حیا آتی ہے کہ وہ انہیں خالی واپس لوٹا دے''۔

دعا کرنے سے تین فوائد میں سے ایک فائدہ ضرور ملتا ہے: ① اللہ تعالیٰ دعا کرنے والے کا سوال پورا کر دیتا ہے۔ ② یا اس کی دعا کو اس کیلئے ذخیرۂ آخرت بنا دیتا ہے۔ ③ یا آنے والی کسی مصیبت کو ٹال دیتا ہے۔ اور یہ بات بھی سنن ترمذی اور مستدرک حاکم کی ایک صحیح حدیث سے ثابت ہے چنانچہ حضرت عبادۃ بن الصامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((مَا عَلَى الْأَرْضِ مُسْلِمٌ يَدْعُو اللّٰهَ تَعَالَىٰ بِدَعْوَةٍ إِلَّا آتَاهُ اللّٰهُ إِيَّاهَا، أَوْ صَرَفَ عَنْهُ مِنَ السُّوْءِ مِثْلَهَا ، مَا لَمْ يَدْعُ بِإِثْمٍ أَوْ قَطِيْعَةِ رَحِمٍ فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ : إِذًا نُكْثِرُ؟ قَالَ: اَللّٰهُ أَكْثَرُ))

(ترمذی : ۳۵۷۳ . وصححه الألبانی فی صحیح الجامع:۵۶۳۷ وصحیح الترغیب: ۱۶۳۱ ومشکوٰۃ: ۲۲۵۹)

"خطۂ زمین پر پایا جانے والا کوئی مسلمان جب اللہ تعالیٰ سے کوئی دعا کرتا ہے، تو اللہ تعالیٰ اسے اس کی طلب کی ہوئی چیز دے دیتا ہے، یا اس جیسی کوئی مصیبت اس سے ٹال دیتا ہے، بشرطیکہ وہ گناہ یا قطع رحمی کی دعا نہ کرے"۔ یہ سن کو لوگوں میں سے ایک شخص کہنے لگا: تب تو ہم زیادہ دعا کریں گے! تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ اور زیادہ عطا کرے گا۔"

اور الادب المفرد امام بخاری میں حضرت ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَدْعُوْلَيْسَ بِإِثْمٍ وَلَا بِقَطِيْعَةِ رَحِمٍ إِلَّا أَعْطَاهُ إِحْدٰى ثَلَاثٍ : إِمَّا أَنْ يُعَجِّلَ لَهُ دَعْوَتَهُ، وَإِمَّا أَنْ يَدَّخِرَهَا لَهُ فِيْ الْآخِرَةِ، وَإِمَّا أَنْ يَدْفَعَ عَنْهُ مِنَ السُّوْءِ مِثْلَهَا) قَالَ: إِذًا نُكْثِرُ؟ قَالَ:(اَللّٰهُ أَكْثَرُ))

(صحیح الأدب المفرد للألبانی : ص ۲۶۴ :رقم الحدیث : ۵۴۷)

"کوئی مسلمان جب کوئی ایسی دعا کرتا ہے کہ جس میں گناہ یا قطع رحمی نہیں ہوتی، تو اللہ تعالیٰ اسے تین میں سے ایک چیز ضرور عطا کرتا ہے: یا اس کی دعا جلدی قبول کر لیتا ہے، یا اسے ذخیرۂ آخرت بنا دیتا ہے، یا اس جیسی کوئی مصیبت اس سے دور کر دیتا ہے"۔

ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے کہا: تب تو ہم زیادہ دعا کریں گے! تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ اور زیادہ عطا کرے گا۔

اس لیئے دعا ضرور کرنی چاہیئے، اور کوئی واسطہ ڈھونڈے بغیر براہِ راست اللہ سے کرنی چاہیئے، کیونکہ سورۂ بقرہ میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَإِذَا سَأَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَإِنِّیْ قَرِیْبٌ أُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ ﴾ (سورۂ بقرۃ: ۱۸۶)

''اور جب میرے بندے آپ سے میرے متعلق پوچھیں تو انہیں کہہ دیجیۓ کہ میں (ان کے) قریب ہی ہوں، کوئی دعا کرنے والا جب مجھے پکارتا ہے تو میں اس کی دعا قبول کرتا ہوں''۔

اس لیۓ جو قریب ہے، اور پکار کو سن سکتا ہے، اور سن کر قبول بھی کرتا ہے، اور پھر مدد کرنے پر بھی قادر ہے، صرف اسی کو پکارنا چاہیئے، اور اسے چھوڑ کر کسی دوسرے کو نہیں پکارنا چاہیئے۔

دعا اسکی قبولیت کے اوقات میں کرنی چاہیئے، مثلاً سجدے کی حالت میں، آذان اور اقامت کے درمیان، یومِ جمعہ کو عصر کے بعد سے لے کر مغرب تک کے دوران اور خاص طور پر رات کے آخری حصے میں، جبکہ اللہ تعالیٰ آسمان دنیا پر تشریف لا کر کہتا ہے:

((مَنْ یَّدْعُوْنِیْ فَأَسْتَجِیْبَ لَهٗ ؟ مَنْ یَّسْأَلُنِیْ فَأُعْطِیَهٗ ؟ مَنْ یَّسْتَغْفِرُنِیْ فَأَغْفِرَ لَهٗ)) وفی روایة لمسلم :

((فَلاَ یَزَالُ کَذٰلِکَ حَتّٰی یُضِیْءَ الْفَجْرُ))

(بخاری: ۱۱۴۵، ۶۳۲۱، ۷۴۹۴، مسلم:: ۷۵۸)

''کون ہے جو مجھ سے دعا مانگے تو میں اس کی دعا کو قبول کروں؟ اور کون ہے جو مجھ سے سوال کرے تو میں اسے عطا کروں؟ اور کون ہے جو مجھ سے معافی طلب کرے تو میں اسے معاف کر دوں؟''

اور مسلم کی ایک روایت میں ان الفاظ کا اضافہ بھی ہے:

''پھر وہ بدستور اسی طرح رہتا ہے یہاں تک کہ فجر روشن ہو جائے''۔

صحیح مسلم کی ایک حدیث میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے ارشاد فرمایا:

((إِنَّ فِيْ اللَّيْلِ لَسَاعَةً لَا يُوَافِقُهَا عَبْدٌ مُسْلِمٌ يَسْأَلُ اللّٰهَ خَيْرًا مِّنْ أَمْرِ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ إِلَّا أَعْطَاهُ إِيَّاهُ وَذٰلِكَ كُلَّ لَيْلَةٍ))(مسلم؛۷۵۷) ②

”بے شک ہر رات میں ایک گھڑی ایسی آتی ہے کہ جس میں کوئی بندۂ مسلماں اللہ تعالیٰ سے دنیا وآخرت کی کوئی بھلائی طلب کرے تو اللہ تعالیٰ اسے وہ بھلائی عطا کردیتا ہے“۔

اور دعا میں دنیا وآخرت دونوں کی خیر وبھلائی کا سوال کرنا چاہئیے جیسا کہ صحیح مسلم میں وارد نبی ﷺ کی یہ دعا ہے:

((اَللّٰهُمَّ أَصْلِحْ لِيْ دِيْنِيَ الَّذِيْ هُوَ عِصْمَةُ أَمْرِيْ ، وَأَصْلِحْ لِيْ دُنْيَايَ الَّتِيْ فِيْهَا مَعَاشِيْ ، وَأَصْلِحْ لِيْ آخِرَتِيْ الَّتِيْ فِيْهَا مَعَادِيْ ، وَاجْعَلِ الْحَيَاةَ زِيَادَةً لِّيْ فِيْ كُلِّ خَيْرٍ ، وَاجْعَلِ الْمَوْتَ رَاحَةً لِّيْ مِنْ كُلِّ شَرٍّ)) (مسلم : ۲۷۲۰)

”اے اللہ! تو میرا دین میرے لئے سنوار دے جو کہ میرے معاملے کیلئے تحفظ ہے، اور میرے لئے میری دنیا کو بھی ٹھیک کردے جس میں میری گذران ہے، اور میرے لئے میری آخرت کو بھی بہتر بنادے جس میں مجھے لوٹ کر جانا ہے، اور میری زندگی کو میرے لئے ہر خیر میں اضافے کا باعث بنا، اور میری موت کو میرے لئے ہر شر سے راحت بنا“۔

قارئین کرام! اب یہاں وہ دعائیں یاد فرمالیجئے جو خاص طور پر پریشانی کے عالم میں بار بار پڑھنی چاہییں، اور جن کا پڑھنا صحیح وحسن احادیث میں رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے:

② دعاء کیلئے قبولیت کی شرائط وآداب، اوقات ومقامات اور مستجاب الدعوات وغیر مستجاب الدعوات لوگ وغیرہ امور کی تفصیل کیلئے دیکھیے ہماری کتاب ”آدابِ دعاء“ مطبوعہ توحید پبلیکیشنز، بنگلور

پریشانی اور صدمے کے وقت کی دعائیں

① حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پریشانی کے وقت یہ دعا پڑھنے کی تلقین کی:

((اَللّٰهُ رَبِّيْ لَا أُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا)) (ابو داؤد: ۱۵۲۵، وصححه الألباني في صحيح سنن ابي داؤد ج ۱ ص ۲۸۴)

''اللہ ہی میرا رب ہے، میں اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں بناتا''۔

② حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پریشانی کے وقت یہ دعا پڑھتے تھے:

((لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ الْعَظِيْمُ الْحَلِيْمُ ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ رَبُّ السَّمٰوَاتِ وَرَبُّ الْأَرْضِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ)) (البخاري . الدعوات باب الدعاء عند الكرب . الفتح ج ۱۱ ص ۱۲۳ ، مسلم : ۲۷۳۰)

''اللہ کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں، وہ عظمت والا اور بردبار ہے، اللہ کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں، وہ عرشِ عظیم کا رب ہے، اللہ کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں، وہ آسمانوں کا رب اور زمین کا رب اور عرشِ عظیم کا رب ہے''۔

③ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پریشانی کے وقت یہ دعا پڑھنے کی تلقین کی:

((لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيْمُ الْكَرِيْمُ ، سُبْحَانَ اللّٰهِ وَتَبَارَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ))

(مسند احمد: ۱/ ۹ وصححه الشيخ احمد شاكر ج: ۲/ ۸۷)

'' اللہ کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں، وہ بردبار اور کریم ہے، اللہ پاک ہے، اور بابرکت ہے وہ اللہ جو کہ عرشِ عظیم کا رب ہے، اور تمام تعریفیں اس اللہ کیلئے ہیں جو کہ تمام جہانوں کا رب ہے''۔

④ حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پریشان حال کو یہ دعا پڑھنی چاہئیے:

((اَللّٰهُمَّ رَحْمَتَكَ أَرْجُوْ فَلَا تَكِلْنِيْ إِلٰى نَفْسِيْ طَرْفَةَ عَيْنٍ ، وَأَصْلِحْ لِيْ شَأْنِيْ كُلَّهُ)) (أبو داؤد : ٥٠٩٠ ، وحسنه الألباني في صحيح الكلم الطيب : ١٢١)

"اے اللہ! میں تیری رحمت کا امیدوار ہوں، لہٰذا تو مجھے پل بھر کیلئے بھی میرے نفس کے حوالے نہ کر، اور میرا ہر ہر کام میرے لئے ٹھیک کر دے"۔

⑤ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پریشانی کے وقت یہ دعا پڑھتے تھے:

((يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ أَسْتَغِيْثُ)) (الترمذی : ٣٥٢٤)

"اے زندہ! اے قیوم! میں تیری رحمت کے ساتھ مدد کا طلبگار ہوں"۔

⑥ دعائے یونس رضی اللہ عنہ:

((لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِيْنَ))

"تیرے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں، تو پاک ہے، بے شک میں ظلم کرنے والوں میں سے تھا"۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(إِنَّهُ لَمْ يَدْعُ بِهَا مُسْلِمٌ فِيْ شَيْءٍ قَطُّ إِلَّا اسْتَجَابَ اللّٰهُ لَهُ بِهَا)

(صححه الحاكم في المستدرك ج ١ ، ص ٥٠٥ ووافقه الذهبي)

"جو مسلمان اس دعا کے ساتھ کسی بھی چیز کے بارے میں دعا کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اسے یقیناً قبول کرتا ہے"۔

⑦ (اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ عَبْدُكَ وَابْنُ عَبْدِكَ وَابْنُ أَمَتِكَ نَاصِيَتِيْ بِيَدِكَ ، مَاضٍ فِيَّ حُكْمُكَ ، عَدْلٌ فِيَّ قَضَاؤُكَ ، أَسْأَلُكَ بِكُلِّ اسْمٍ هُوَ لَكَ سَمَّيْتَ بِهِ نَفْسَكَ ، أَوْ عَلَّمْتَهُ أَحَدًا مِّنْ

خَلْقِکَ ، أَوْ أَنْزَلْتَهُ فِیْ کِتَابِکَ ، أَوِ اسْتَأْثَرْتَ بِهٖ فِیْ عِلْمِ الْغَیْبِ عِنْدَکَ أَنْ تَجْعَلَ الْقُرْآنَ رَبِیْعَ قَلْبِیْ ، وَنُوْرَ صَدْرِیْ ، وَجَلَاءَ حُزْنِیْ ، وَذَهَابَ هَمِّیْ)(احمد:۳۷۱۲، ابویعلیٰ، طبرانی، حاکم، ابن حبان وصححه الشیخ احمد شاکر ج ۵ ص ۲۶۶ ، والألبانی فی الصحیحۃ:۱۹۹)③

''اے اللہ! بے شک میں تیرا بندہ ہوں اور تیرے بندے اور تیری بندی کا بیٹا ہوں ، میری پیشانی تیرے ہاتھ میں ہے، میرے بارے میں تیرا حکم جاری ہے، میرے بارے میں تیرا فیصلہ عدل والا ہے، میں تجھ سے تیرے ہر نام کے ساتھ سوال کرتا ہوں جس کے ساتھ تو نے اپنا نام رکھا، یا تو نے اسے اپنی مخلوق میں سے کسی کو سکھلایا، یا تو نے اسے اپنی کسی کتاب میں اتارا، یا تو نے اسے اپنے پاس علمِ غیب میں ترجیح دی، کہ تو قرآن مجید کو میرے دل کی بہار اور میرے سینے کا نور، اور میرے غم کی جلاء اور میری پریشانی کو ختم کرنے والا بنا دے''۔

اس دعا کی فضیلت میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جس شخص کو حزن وملال پہنچے، پھر وہ یہ دعا کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے حزن وملال کو ختم کر دیتا ہے اور اس کی پریشانی کو دور کر کے کشائش عطا فرما دیتا ہے''۔

③ قرآن وسنت سے ثابت شدہ کم وبیش چار سو دعاؤں کا مجمعہ ہماری کتاب ''ذکرِ الٰہی'' میں ملاحظہ فرمائیں جو پہلے مکتبہ کتاب وسنّت ریحان چیمہ سے شائع ہوئی پھر شارجہ میں مقیم ممبیٔ کے انجنیئر عبدالعزیز میمن رحمہ اللہ نے چھپوا کر انڈیا میں تقسیم کی۔(ابوعدنان)

آٹھواں اصول: ذکرِ الٰہی

جو لوگ دنیاوی تکالیف ومصائب کی وجہ سے ہر وقت غمگین رہتے ہوں، اور غموں اور صدموں نے ان کی خوشیاں چھین لی ہوں، ان کی طبیعت کی بحالی اور اطمینانِ قلب کیلئے آٹھواں اصول ''ذکرِ الٰہی'' ہے۔ سورۃ الرعد میں زندگی کی کامیابی وخوشحالی سے متعلق فرمانِ الٰہی ہے:

﴿ اَلَّذِيْنَ آمَنُوْا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ أَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ ﴾ (سورة الرعد : ٢٨)

''جو لوگ ایمان لاتے ہیں اور ان کے دل اللہ کے ذکر سے مطمئن ہوجاتے ہیں، یادرکھو! دل اللہ کے ذکر سے ہی مطمئن ہوتے ہیں''۔

☆ سب سے افضل ذکر ((لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰه)) ہے۔

☆ اسی طرح قرآن مجید کی تلاوت کہ جس کے ایک ایک حرف پر دس دس نیکیاں ملتی ہیں۔

☆ پھر (سُبْحَانَ اللّٰه ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ) کہ جنھیں جنت کے پودے قرار دیا گیا ہے۔

☆ اور پھر (لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ) کہ جو جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے۔

قرآن مجید کی مذکورہ آیت کی روشنی میں ہمیں بحیثیتِ مومن اس بات پر یقین کامل ہونا چاہیئے کہ ذکرِ الٰہی سے ہی دلوں کو تازگی ملتی ہے، حقیقی سکون نصیب ہوتا ہے، اور پریشانیوں اور غموں کا بوجھ ہلکا ہوتا ہے! لیکن افسوس ہے کہ آج کل بہت سارے مسلمان اپنے غموں کا بوجھ ہلکا کرنے اور دل بہلانے کیلئے گانے سنتے اور فلمیں دیکھتے ہیں، حالانکہ اس سے غم ہلکا ہونے کی بجائے اور زیادہ ہوتا ہے، کیونکہ گانے سننا اور فلمیں دیکھنا حرام ہے، اور حرام کام سے سوائے غم اور پریشانی کے اور کچھ نہیں ملتا۔

صحیح بخاری شریف میں رسول اللہ ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

((لَيَكُوْنَنَّ مِنْ أُمَّتِيْ أَقْوَامٌ يَسْتَحِلُّوْنَ الْحِرَ ، وَالْحَرِيْرَ ، وَالْخَمْرَ ، وَالْمَعَازِفَ))(بخاری. الأشربة، باب ما جاء فيمن يستحل

الخمر ویسمیه بغیر اسمه : ۵۵۹۰)

''میری امت میں ایسے لوگ ضرور آئیں گے جو زنا کاری، ریشم کا لباس، شراب نوشی اور موسیقی کو حلال سمجھ لیں گے''۔

ان چار چیزوں کو حلال سمجھنے سے مقصود یہ ہے کہ یہ حقیقت میں تو حلال نہیں ہیں لیکن لوگ انہیں حلال تصور کر لیں گے، گویا یہ حرام ہیں، اور موسیقی کس قدر بری چیز ہے، اس کا اندازہ آپ اس سے ہی لگا سکتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے اسے زنا کاری اور شراب نوشی جیسے بڑے ہی بھیانک گناہوں کے ساتھ ذکر کیا ہے![④]

اور نگاہ کی حفاظت کے بارے میں سورۃ النور میں فرمانِ الٰہی ہے:

﴿ قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ أَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ذٰلِكَ أَزْكٰى لَهُمْ إِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ بِمَا يَصْنَعُوْنَ ﴾ (سورۃ النور : ۳۰)

''مسلمان مردوں کو حکم دیں کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں، یہی ان کیلئے پاکیزگی ہے، اور وہ جو کچھ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ اس سے باخبر ہے''۔

ذکرِ الٰہی کے فوائد بیان کرتے ہوئے صحیح بخاری کی ایک حدیثِ قدسی میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ میں اپنے بندے کے گمان کے مطابق اس سے سلوک کرتا ہوں، اور جب وہ میرا ذکر کرتا ہے تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں، اگر وہ مجھے دل میں یاد کرے تو میں بھی اسے دل میں یاد کرتا ہوں، اور اگر وہ کسی مجمع میں مجھے یاد کرے تو میں اس سے بہتر جماعت میں اسے یاد کرتا ہوں، اور اگر وہ ایک بالشت میرے نزدیک ہوتا ہے تو میں ایک ہاتھ اس کے نزدیک ہوتا

④ ''ساز و آواز اور گانا و موسیقی'' کے نام سے ہماری ایک تفصیلی کتاب شائع ہو چکی ہے۔ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ۔ مکتبہ کتاب و سنت ریحان چیمہ، سیالکوٹ (پاکستان) و مدرسہ اصلاح المسلمین۔ بہار (انڈیا) (ابوعدنان)

ہوں، اور اگر وہ ایک ہاتھ میرے نزدیک ہوتا ہے تو میں ایک باع یا کلا (دونوں ہاتھوں کے پھیلاؤ کے برابر) اس کے قریب ہوتا ہوں، اور اگر وہ چلتا ہوا میرے پاس آئے تو میں دوڑ کر اس کی طرف جاتا ہوں"۔(البخاری حدیث: ۷۴۰۵، التوحید، باب قول اللہ تعالیٰ: ﴿ وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ ﴾(آلِ عمران:۲۸) : ۷۴۰۵)

نواں اصول: توکّل

وہ لوگ جن پر دشمن کی شرارتوں، سازشوں اور ان کے ہتھکنڈوں کا خوف طاری رہتا ہو، اور اس کی وجہ سے وہ سخت بے چین رہتے ہوں، خصوصا ان کی خوشحالی اور عموماً باقی تمام لوگوں کی خوشحالی کیلئے نواں اصول یہ ہے کہ وہ صرف اللہ تعالیٰ پر توکل (بھروسہ) کریں، کیونکہ اللہ تعالیٰ ہی ہر شر سے بچانے والا ہے اور اس کے حکم کے بغیر کوئی طاقت ور کسی کو کوئی نقصان پہنچانے پر قادر نہیں ہے، سورۂ توبہ میں فرمانِ الٰہی ہے:

﴿ قُلْ لَّنْ يُّصِيْبَنَآ اِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَنَا هُوَ مَوْلٰنَا وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ﴾ (سورة التوبة : ۵۱)

"آپ کہہ دیجئے! ہم پر کوئی مصیبت نہیں آ سکتی سوائے اس کے جو اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے مقدر کر رکھی ہے، وہی ہمارا سرپرست ہے، اور مومنوں کو اللہ ہی پر توکّل کرنا چاہئیے"۔

سورۃ الطلاق میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ اَمْرِهٖ﴾

(سورة الطلاق : ۳)

"اور جو شخص اللہ پر بھروسہ کرلے، تو وہ اسے کافی ہے، اللہ اپنا کام کر کے رہتا ہے"۔

اسی طرح وہ لوگ جو بے روزگار ہوں، یا مالی وکاروباری مشکلات سے دوچار ہوں، انہیں بھی اللہ ہی پر توکّل کر کے رزقِ حلال کے حصول کیلئے جدو جہد کرنی چاہیئے اس طرح اللہ تعالیٰ ان کیلئے رزقِ وافر کے دروازے کھول دے گا اور مالی پریشانیوں سے نکال کرانہیں خوشحال بنادے گا۔

مسند احمد وترمذی اور ابن ماجہ وغیرہ میں رسول اللہ ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

((لَوْ أَنَّكُمْ تَوَكَّلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ تَعَالٰى حَقَّ تَوَكُّلِهٖ لَرَزَقَكُمْ كَمَا يَرْزُقُ الطَّيْرَ ، تَغْدُوْ خِمَاصًا وَتَرُوْحُ بِطَانًا))(احمد والترمذی وابن ماجه ،مستدرک حاکم،ابن حبان بحواله صحيح الجامع للألباني : ۵۲۵۴)

”اگر تم اللہ پر اس طرح بھروسہ کرو جس طرح بھروسہ کرنے کا حق ہے، تو وہ تمھیں ضرور رزق دے گا، جیسا کہ وہ پرندوں کو رزق دیتا ہے، جو صبح کے وقت خالی پیٹ نکلتے ہیں اور شام کے وقت پیٹ بھر کر واپس آتے ہیں“۔

دسواں اصول: فارغ اوقات میں علومِ نافعہ کا مطالعہ

ناکام وناخوشگوار اور دکھ بھری زندگی کے اسباب میں سے ایک اہم سبب زندگی کے فارغ اوقات کو بے مقصد بلکہ نقصان دہ چیزوں میں ضائع کرنا ہے، مثلاً ڈائجسٹوں میں عشق ومحبت کی جھوٹی داستانوں یا جاسوسی کی من گھڑت کہانیوں کا پڑھنا، تاش اور شطرنج وغیرہ کھیلنا، دن بھر میچ دیکھتے رہنا......

اس طرح کی فضولیات میں وقت ضائع کرنے سے یقینی طور پر دل مردہ ہوتا ہے، اور ناخوشگواری میں مزید اضافہ ہوتا ہے، اس لئے اس کی بجائے مفید کتابوں، مثلاً تفسیر قرآن، کتبِ حدیث، کتبِ سیرتِ نبویہ وغیرہ کا مطالعہ کیا جائے، اور جھوٹی کہانیوں کی بجائے صحابۂ

کرام رضی اللہ عنہم وتابعین عظام رحمہم اللہ علیہم کی سوانح حیات کے سچے واقعات کو پڑھا جائے، اور قرآن مجید کی تلاوت اور فائدہ مند تقاریر و لیکچرز کی کیسٹوں کو سنا جائے، تو اس سے یقیناً اللہ تعالیٰ بندۂ مومن کی زندگی کو بابرکت بنادیتا ہے، اور اسے پریشانیوں سے نجات دیتا ہے۔

فارغ وقت اللہ تعالیٰ کی ایک نعمت ہے، جس کی قدر و منزلت سے بہت سارے لوگ غافل رہتے ہیں، جیسا کہ صحیح بخاری کی ایک حدیث میں رسول اللہ ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

((نِعْمَتَانِ مَغْبُونٌ فِيهِمَا كَثِيرٌ مِنَ النَّاسِ: اَلصِّحَّةُ وَالْفَرَاغُ))

(البخاری . الرقاق، باب الصحة والفراغ : ٦٤١٢)

"دو نعمتیں ایسی ہیں جن میں بہت سارے لوگ فریب خوردہ رہتے ہیں: تندرستی اور فارغ وقت"۔

یعنی جو لوگ فارغ اوقات کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں نہیں کھپاتے وہ یقیناً گھاٹے میں رہتے ہیں، اس لئے فارغ اوقات سے فائدہ اٹھاتے ہوئے انسان کو زیادہ سے زیادہ نیکیاں کمانی چاہئیں، ورنہ یہ بات یاد رہے کہ قیامت کے دن فارغ اوقات کے بارے میں بھی باز پرس ہوگی کہ انہیں اللہ کی اطاعت میں لگایا تھا یا اس کی نافرمانی میں ضائع کردیا تھا؟ جیسا کہ سنن ترمذی، دارمی اور مسند ابویعلیٰ میں رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

((لَا تَزُوْلُ قَدَمَا عَبْدٍ حَتّٰى يُسْأَلَ عَنْ أَرْبَعٍ : عَنْ عُمُرِهٖ فِيْمَ أَفْنَاهُ ؟ وَعَنْ عِلْمِهٖ مَا فَعَلَ فِيْهِ ؟ وَعَنْ مَالِهٖ مِنْ أَيْنَ اكْتَسَبَهُ وَفِيْمَ أَنْفَقَهُ ؟ وَعَنْ جِسْمِهٖ فِيْمَ أَبْلَاهُ)) (الترمذی، دارمی، ابویعلیٰ بحواله صحیح الجامع للألبانی : ٧٣٠٠ والصحیحة: ٩٤٦)

"کسی بندے کے قدم (قیامت کے دن اپنے رب کے سامنے سے) اس وقت تک نہیں ہل سکیں گے جب تک اس سے چار سوالات نہیں کر لئے

جائیں گے:

① اس نے اپنی عمر کو کس چیز میں ختم کیا؟

② اپنے علم پر کہاں تک عمل کیا؟

③ اس نے اپنا مال کہاں سے کمایا اور کس چیز میں خرچ کیا؟

④ اور اس نے اپنے جسم کو کس کام میں بوسیدہ کیا؟''۔ ⑤

گیارہواں اصول: قناعت

کامیاب وخوشگوار زندگی کا گیارہواں اصول یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جس کسی کو جتنا رزق عطا کیا ہو، وہ اس پر قناعت کرے، اور ہر حال میں اس کا شکر ادا کرتا رہے، اور بڑے بڑے مالداروں کو اپنے مدِ نظر رکھنے کی بجائے اپنے سے کم مال والے لوگوں کو اپنے مدِنظر رکھے، اس طرح اللہ تعالیٰ اسے حقیقی چین وسکون نصیب کرے گا، اور اگر وہ کسی جسمانی بیماری کی وجہ سے پریشان رہتا ہو تو بھی اسے ان لوگوں کی طرف دیکھنا چاہیئے جو اس سے زیادہ مریض ہوں اور وہ ہسپتالوں میں زیرِ علاج ہوں یا اپنے گھروں میں صاحبِ فراش ہوں، جب وہ اپنے سے کم مال والے لوگوں کی حالت اور اسی طرح اپنے سے بڑے مریضوں کی حالت کو دیکھے گا تو یقیناً وہ اپنی حالت پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے گا، اس طرح اللہ تعالیٰ اسے سکونِ قلب جیسی عظیم دولت سے نوازے گا، صحیح مسلم، ترمذی، ابن ماجہ اور مسند احمد میں رسول اللہ ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

((اُنْظُرُوْا إِلىٰ مَنْ هُوَ أَسْفَلَ مِنكُمْ ، وَلَا تَنْظُرُوْا إِلىٰ مَنْ هُوَ فَوْقَكُمْ، فَإِنَّهُ أَجْدَرُ أَنْ لَّا تَزْدَرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ)) (مسلم. الزهد والرقائق:

---

⑤ سنن ترمذی، مسند ابویعلیٰ، معجم طبرانی کبیر اور صغیر میں وارد ایک ایسی ہی حدیث میں چار کی بجائے پانچ چیزوں کا ذکر آیا ہے اور اس میں یہ بھی ہے: ⑤ اس نے اپنی جوانی کو کس کام میں صرف کیا؟ (بحوالہ الصحیحہ: ۹۴۶) (ابوعدنان)

۲۹۶۳ وصحیح الجامع:۷۵۰۱)

''تم اس شخص کی طرف دیکھو جو (دنیاوی اعتبار سے) تم سے کم تر ہو، اور اس شخص کی طرف مت دیکھو جو (دنیاوی اعتبار سے) تم سے بڑا ہو، کیونکہ اس طرح تم اللہ کی نعمتوں کو حقیر نہیں سمجھو گے''۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اپنی نسبت کم تر انسان کی طرف دیکھنے سے انسان اللہ کی ان نعمتوں کو حقیر نہیں سمجھے گا جو اس نے اسے عطا کر رکھی ہیں، اور ان میں سے تین نعمتیں ایسی ہیں کہ جو کسی کے پاس موجود ہوں تو اسے یہ سمجھنا چاہیئے کہ گویا اللہ تعالیٰ نے اس کیلئے پوری دنیا جمع کردی ہے، اور وہ ہیں: صحت، امن اور ایک دن کی غذا، جیسا کہ سنن ترمذی، ابن ماجہ، الادب المفرد امام بخاری اور ابن حبان میں رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

((مَنْ أَصْبَحَ مِنْكُمْ مُعَافًى فِيْ جَسَدِهِ ، آمِنًا فِيْ سِرْبِهِ ، عِنْدَهُ قُوْتُ يَوْمِهِ ، فَكَأَنَّمَا حِيْزَتْ لَهُ الدُّنْيَا بِحَذَافِيْرِهَا))(الترمذی : ۲۳۴۶، ابن ماجه : ۴۱۴۱ ، وحسنه الألبانی فی صحیح سنن الترمذی وسنن ابن ماجه والصحیحه:۲۳۱۸ وصحیح الجامع: ۶۰۴۲ وقال صحیح لغیره فی صحیح الترغیب:۸۲۶)

''جو شخص اس حالت میں صبح کرے کہ وہ تندرست ہو، اپنے دل میں پرامن ہو، اور اس کے پاس ایک دن کی غذا موجود ہو، تو گویا اس کیلئے پوری دنیا کو جمع کردیا گیا''۔

بارہواں اصول: مسلمانوں کی پریشانیاں دور کرنا

دنیا میں دکھوں اور پریشانیوں سے نجات پانے کیلئے بارہواں اصول یہ ہے کہ آپ اپنے مسلمان بھائیوں کی پریشانیاں دور کرنے میں ان کی مدد کریں، اللہ تعالیٰ آپ کی پریشانیاں

دور کرے گا اور آپ کو خوشحالی وسعادتمندی نصیب کرے گا ،مسند احمد وابویعلیٰ میں رسول اللہ ﷺ کاارشادِ گرامی ہے:

((مَنْ أَرَادَ أَنْ تُسْتَجَابَ دَعْوَتُهُ وَأَنْ تُكْشَفَ عَنْهُ كُرْبَتُهُ ، فَلْيُفَرِّجْ عَنْ مُعْسِرٍ)) (احمد . ج ٢ ص ٢٣ ، وذكره الهيثمي في مجمع الزوائد ج ٤ ص ١٣٣ وقال : رواه أحمد وأبو يعلى ورجال أحمد ثقات)

''جوشخص یہ چاہتا ہوکہ اس کی دعا قبول کی جائے ،اوراس کی پریشانی دور کی جائے ،تووہ تنگ دست کی پریشانی کودور کرے''۔

یعنی ایک تنگ حال کی تنگی وپریشانی دور کرنے سے اللہ تعالیٰ اس کی دعا کوقبولیت سے نوازتا ہےاوراس کی پریشانیاں دور کردیتا ہے۔

قارئینِ کرام !ہم نے اس رسالے کے شروع میں دوسوال ذکر کیئے تھے:

① ایک یہ کہ خوشگوار زندگی کا حصول کیسے ممکن ہےاورکامیاب زندگی کےاصول کونسے ہیں؟

② اوردوسرا یہ کہ دنیامیں پریشانیوں،دکھوں اورمصائب وآلام سےنجات پانے کےاصول کیاہیں؟

ہمیں امید ہے کہ ان دونوں سوالوں کے جوابات کافی حدتک ذکر کیئے جا چکے ہیں، اگرچہ مذکورہ اصولوں میں سے بعض میں مزید تفصیل کی جاسکتی تھی ،لیکن اختصار کے پیش نظر فی الحال اسی پراکتفاء کرتے ہیں،اورہم اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہیں کہ وہ ہم سب کوکامیاب وخوشگوار زندگی نصیب کرے،ایمان وعمل کی سلامتی دے اورہمیں تمام پریشانیوں،دکھوں اورصدموں سےمحفوظ رکھے.آمین ثم آمین

